دارالافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — اس بارے میں

بعد از سلام مسئلہ یہ ہے کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ ہمارے
کچھ رشتہ دار دبئی میں مختلف کمپنیوں میں ڈرائیور کی حیثیت سے ملازم
ہیں۔ کمپنی کی طرف سے طریقہ کار درج ذیل ہے۔

کمپنی ڈرائیور کو اپنا ٹیکسی دے دیتی ہے اور ڈرائیور سے تنخواہ کے
بارے میں یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ اگر ڈرائیور ماہانہ ساڑھے دس (10500)
ہزار درہم کمپنی کو دے گا تو ڈرائیور کی تنخواہ اس ساڑھے دس ہزار
کا پینتیس (35) فیصد ہوگی۔ اور اگر اس سے کم دے گا تو جتنی رقم کم ہوگی اسی
کے حساب سے تنخواہ میں بھی فیصد کمی آئے گی۔ مثلاً نو ہزار (9000) درہم پر
تیس (30) فیصد تنخواہ۔ سات ہزار (7000) پر پچیس (25) فیصد سے۔

تیل پٹرول وغیرہ کا خرچہ آدھا کمپنی اٹھاتا ہے اور آدھا ڈرائیور
کو بھرنا پڑتا ہے یعنی کمپنی کی طرف سے ڈرائیور پر۔ تیل پٹرول کا آدھا خرچہ ڈرائیور کی تنخواہ سے
ڈرائیور ساڑھے دس ہزار درہم پورے مہینے میں دے یا مہینے سے کم مدت
میں، اس کی تنخواہ مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق ہوگی۔

اگر پورے مہینے میں ڈرائیور کو سواری ہی نہ ملے یا اور کسی وجہ سے بھی
بالکل نہ ہو تو ڈرائیور کو تنخواہ بالکل نہیں ملے گی۔

پھر اس میں بعض کمپنیاں تو پورا مہینہ گاڑی ڈرائیور کو دیتی ہیں
اور بعض کمپنیاں پورے دن میں بارہ گھنٹے کے لیے اور بارہ گھنٹوں میں
ساڑھے دس ہزار ... میں ... ہوتی ہے۔

اب جب ڈرائیور پورے مہینے میں ساڑھے دس ہزار درہم نہیں کما پاتا تو
وہ اس طرح کرتا ہے کہ کم ہونے والی رقم اپنی جیب سے ڈال کر کمپنی کو ساڑھے دس
ہزار درہم دے دیتا ہے۔ مثلاً ساڑھے دس ہزار درہم کو اگر تیس پر
تقسیم کریں تو فی یوم ڈرائیور کو تین سو پچاس (350) درہم دینے ہوتے ہیں، جبھی پچیس
فیصد تنخواہ لینے کے لیے۔ اب اگر کسی دن تو ڈرائیور نے تین سو پچاس، تین
سو پچاس درہم کمپنی کو دیے لیکن ایک دن تین سو پچاس سے کم مثلاً
تین سو چالیس درہم دیے تو اس کو تنخواہ پچیس فیصد نہیں ملے گی۔
تو ڈرائیور پچیس فیصد تنخواہ لینے کے واسطے دس درہم اپنی جیب سے
کمپنی کو دیتا ہے۔ البتہ یہ ہوتا ہے کہ مہینے کے آخر میں حساب وصول
کیا جاتا ہے تو ڈرائیور گاڑی کو دس درہم کے بقدر خالی چلاتا ہے تاکہ
اس قدر میٹر ہو جائے اور وہ (دس درہم) اپنی طرف سے کمپنی کو دیتا ہے۔

اب مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں سوال یہ ہے کہ:

(1) آیا کمپنی کا ملازم کے لیے اس طرح تنخواہ مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟
اور اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟ جبکہ دبئی، عجمان، شارجہ وغیرہ میں
اکثر کمپنیوں کا یہی طریقہ کار ہے۔

(2) قلیل و کثیر کا خرچہ آدھا کمپنی اور آدھا ڈرائیور پر ڈالا گیا ہے؟

(3) ڈرائیور کا ساڑھے دس ہزار درہم سے آمدنی کم ہونے کی صورت میں کم ہونے والی رقم کو
اپنی جیب سے رکھنا (تاکہ تنخواہ زیادہ ملے) جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ کمپنی کی طرف سے کوئی جبر نہیں
اور اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ پورے چاہے اپنی جیب سے کمپنی کو ادا کریں یا نہ، مگر تنخواہ مذکورہ
بالا تفصیل کے مطابق ملے گی۔

المستفتی: مولوی محمد [illegible] — پتہ: نیو سلطان آباد [illegible]
0347-0362862

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ ملازم کے لیے شرعاً متعین اجرت (تنخواہ) مقرر ہونا ضروری ہے، اس اجرت کو مالک کے نفع سے جوڑنا درست نہیں۔ اور جب ملازم اپنا مقررہ وقت دے کر ڈیوٹی پوری انجام دیدے تو وہ اپنی مقررہ اجرت کا مستحق ہو جائیگا، خواہ مالک کو نفع ہو یا نہ ہو۔ سوال میں کمپنی کی طرف سے ڈرائیور کو تنخواہ دینے کا جو طریقہ لکھا ہے وہ درست نہیں، اس میں ڈرائیور کی تنخواہ کو کمپنی کی آمدنی کے ساتھ جوڑا گیا ہے اور اس میں جہالتِ فاحشہ ہے، کچھ معلوم نہیں کہ کس مہینے میں کتنی سواریاں ملیں گی، کتنی آمدنی ہو گی اور اس کا کتنا فیصد ڈرائیور کو تنخواہ میں ملے گا، یہ بھی ممکن ہے کہ کسی مہینے کوئی سواری نہ ملے تو کوئی تنخواہ نہیں ہو گی۔ اور جب تنخواہ دینے کا مذکورہ طریقہ ہی درست نہیں تو ڈرائیور کا پینتیس (۳۵) فیصد تنخواہ لینے کی غرض سے کمپنی کی مطلوبہ مقدار رقم پورا کرنے کے واسطے کچھ درہم اپنی طرف سے کمپنی کو دینا بھی درست نہیں۔

تنخواہ مقرر کرنے کی سب سے بے غبار صورت تو یہ ہے کہ تنخواہ کو آمدنی کے ساتھ نہ جوڑا جائے بلکہ کمپنی ڈرائیور کے لیے الگ سے متعین تنخواہ مقرر کرے، آمدنی خواہ کتنی بھی ہو جب ڈرائیور مقررہ وقت دے کر ڈیوٹی پوری طرح انجام دے تو کمپنی اس کو اس کی مقررہ تنخواہ ادا کر دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تنخواہ کا کچھ حصہ تو متعین کر دیا جائے کہ جب ڈرائیور مقررہ وقت پر ڈیوٹی کے لیے حاضر ہو کر اپنی ذمہ داری پوری کرے گا تو تنخواہ کی وہ مقدار اس کو بہر حال ملے گی، کمپنی کا نفع کم ہو یا زیادہ، اور ایک حصہ مجموعی آمدنی کے فیصد کے حساب سے طے کر دیا جائے۔ اس میں اگر باہمی نزاع کا اندیشہ نہ ہو تو اس طرح تنخواہ طے کرنے کی گنجائش ہے۔ اس میں اگرچہ تنخواہ کا ایک جزء مجہول ہے، لیکن ہر جہالت مفسدِ عقد نہیں ہوتی، صرف وہ جہالت مفسدِ عقد ہوتی ہے جو نزاع کا سبب بنتی ہو، اور یہاں ایک متعین تنخواہ فریقین کے مابین طے شدہ ہو گی۔ اور باقی اجرت اس کی زائد محنت کے عوض ہوگی۔

(۱) المغني (۶/ ۷)

(الحكم الثالث) أنه يشترط في عوض الإجارة كونه معلوما لا نعلم في ذلك خلافاً وذلك لأنه عوض في عقد معاوضة فوجب أن يكون معلوما كالثمن في البيع وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال : [من استأجر أجيرا فليعلمه أجره].

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

(٢) الفقه الإسلامي وأدلته (٥/ ٤٧٣)

وأما شروط الأجرة فهي اثنان: أولاً: أن تكون الأجرة مالاً متقوماً معلوماً: وهذا باتفاق العلماء. ومحترزات هذا الشرط معروفة كما مر في عقد البيع. والأصل في اشتراط العلم بالأجرة قول النبي صلّى الله عليه وسلم: «من استأجر أجيراً فليعلمه أجره» والعلم بالأجرة لا يصح إلا بالإشارة والتعيين، أو بالبيان.

(٣) مجلة الاحكام العدلية:

المادة: ٤٢٥: الأجير الخاص يستحق الأجرة إذا كان في مدة الإجارة حاضراً للعمل ولايشترط عمله بالفعل. لكن ليس له أن يمتنع عن العمل، وإذا امتنع لايستحق الأجرة. المادة: ٤٥٠: يشترط أن تكون الأجرة معلومة. المادة: ٤٦٤: بدل الإجارة يكون معلوماً بتعين مقداره إن كان نقداً.

(٤) الفتاوى الهندية – (ج ٤ / ص ٤٤٥)

ولو استأجر عبدا بنصف ربح ما يتجر أو رجلا يرعى غنما بلبنها أو بعض لبنها أو صوفها لم يجز ويجب أجر المثل كذا في التتارخانية.

(٥) الدر المختار (٦/٥١،٤٦)

(تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكلما أفسد البيع) مما مر (يفسدها) كجهالة مأجور أو أجرة أو مدة أو عمل وكشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة الدار أو مغارمها وعشر أو خراج أو مؤنة رد أشباه.......(استأجر عبدا بأجر معلوم وبطعامه لم يجز) لجهالة بعض الأجر كما مر.

(٦) حاشية ابن عابدين (٦/ ٤٧)

قوله (وكشرط طعام عبد وعلف دابة) في الظهيرية استأجر عبدا أو دابة على أن يكون علفها على المستأجر ذكر في الكتاب أنه لا يجوز وقال الفقيه أبو الليث في الدابة نأخذ بقول المتقدمين أما في زماننا فالعبد يأكل من مال المستأجر عادة اه. قال الحموي أي فيصح اشتراطه، واعترضه ط بقوله فرق بين الأكل من مال المستأجر بلا شرط ومنه بشرط اه. أقول المعروف كالمشروط وبه يشعر كلام الفقيه كما لا يخفى على النبيه ثم ظاهر كلام الفقيه أنه لو تعورف في الدابة ذلك يجوز. تأمل. والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

عبدالله ولی عفی عنہ
عبدالله ولی عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
۱/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
عفی عنہ
۲/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی
۱/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ
۲/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
۲/۱۲/۱۴۳۷ھ

دار الافتاء
۲/۱۲/۳۷
۵/۹/۲۰۱۶